143447 ـ وسوسہ کے مریض کی اپنی بیوی کو تین طلاق دینے کا حکم

سوال

ایك شادی شدہ نوجوان آدمی جو جنون جیسے مرض کا شکار ہونے کی بنا پر ہر وقت پریشان سا رہتا ہے، اور کمزور حافظہ کی بنا پر وسوسے کا بہت زیادہ شکار ہے, وہ اپنے اس خاندان والوں کے ساتھ ہی رہائش پذیر ہے جو نجومیوں اور بدفالي پر ایمان رکھتا ہے.
اسی بنا پر وہ اسے کہتے ہیں کہ اسے جو بیاری اور تکلیف ہو رہی ہے اس کا سبب اس کی بیوی ہے اور وہ اسے منحوس قرار دیتے ہیں، کیونکہ اس کا ستارہ منحوس ہے، اور اگر وہ اسے نہیں چھوڑتا تو بیماری بھی نہیں جائیگی.
اس نوجوان نے بیماری سے شفایابی کا لالچ کرتے ہوئے بیوی کو تین طلاق کےالفاظ ادا کر دیے، ان الفاظ کی ادائیگی کرتے وقت اس کے پاس کوئی شخص نہ تھا حتی کہ بیوی بھی نہ تھی، اور بیوی کے گھر سے چلے جانے اور واپس نہ آنے کے خوف کی بنا پر اس نے اس کے بارہ میں کسی کو بتایا بھی نہیں، وہ کچھ عرصہ اس کے پاس رہی حتی کہ اس کے بچے کو جنم دیا.
اس نوجوان نے اس کے متعلق دریافت کیا تو اسے کہا گیا کہ جب وہ اسے بتائےگا تو اس کے بعد اس پر عدت ہوگی پھر وہ اس سے رجوع کر سکتا ہے، اور اسے اب چار برس بیت چکے ہیں اس نوجوان نے کسی اور سے بھی دریافت کیا: تو اس شخص نے اسے بتایا کہ نہ تو اسے طلاق ہوئی ہے اور نہ ہی وہ عدت گزارے گی، لیکن تمہیں اللہ سے توبہ کرنی چاہیے.
برائے مہربانی مجھے یہ بتائیں کہ اس طلاق پر کیا مرتب ہوتا ہے، کیونکہ بیوی اب تك میرے پاس گھر میں ہے اور میری حالت بھی ویسی ہی ہے ؟
اور اس طرح کے اعمال کے صحیح ہونے اور ان سے فائدہ ہونے کا اعتقاد رکھنے والے کو آپ کیا نصیحت کرتے ہیں ؟
اور اسی طرح آپ بغیر علم کے فتوی دینے والے لوگوں کو کیا نصیحت کریں گے.

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

سب تعریفات اللہ سبحانہ و تعالی کی ہیں، اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام اور ان کے صحابہ اور ان کے طریقہ پر علم کرنے والوں پر اللہ کی رحمتیں نازل ہوں.

اما بعد:

علم نجوم سیکھنا سکھانا اور اس پر یقین رکھنا بہت ہی برا کام ہے، اور یہ جادو کی ایک قسم ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح حدیث میں ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا:

" جس شخص نے بھی علم نجوم میں سے کچھ حاصل کیا اس نے جادو کی ایک قسم حاصل کی اور اس پر جو زیادہ کیا وہ زیادہ ہے "

اہل علم کے ہاں بالاجماع علم نجوم حرام ہے، اور علم نجوم یہ ہے کہ: حادثات یعنی بیماری اور صحت اور فقر و تنگ دستی اور مالداری وغیرہ میں ستاروں کا اثر اندازی کرنے کا اعتقاد رکھا جائے، اور یہ چیز نجومیوں کے اوہام میں شامل ہے.

لیکن اصل میں تو ستارے اللہ سبحانہ و تعالی نے آسمان کی زینت اور شیطانوں کو رجم کرنے کے لیے، اور خشکی و سمندر میں راستہ تلاش کرنے کے لیے پیدا فرمائے ہیں، ان کا حادثات کے ساتھ کوئی تعلق نہیں، نہ تو یہ کسی کی صحت پر اثرانداز ہوتے ہیں اور نہ ہی بیماری پر، اور نہ ہی کسی کی مالدار میں اثر کرتے ہیں اور نہ ہی فقیری میں، اور نہ ہی بارش کے نزول میں ان ستاروں کا کوئی اثر ہے اور نہ ہی کسی دوسرے چیز میں.

بلکہ یہ تو ان نجومیوں کے وہم ہیں جن کے صحیح ہونے کی کوئی اساس تک نہیں ہے.

اور کسی بھی مسلمان شخص کے لیے جائز نہیں کہ وہ ان نجومیوں کے پاس جائے اور ان سے کسی چیز کے متعلق دریافت کرنا بھی جائز نہیں، نہ تو نجومیوں کے پاس جانا جائز ہے، اور نہ ہی فال نکالنےوالوں کے پاس جانا، اور اسی طرح سب کاہن اور جادوگروں کے پاس جانا بھی جائز نہیں جو علم غیب جاننے کا دعوی کرتے ہیں، بلکہ ان سے بائیکاٹ کرنا واجب ہے، اور حکومت کی جانب سے ان کو سزا دینا اور سختی کرنا واجب ہوتا ہے تا کہ یہ لوگوں کو نقصان نہ دے سکیں اور انہیں گمراہ نہ کریں.

ان نجومیوں وغیرہ سے سوال کرنا اور ان کی تصدیق کرنا جائز نہیں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" جو شخص بھی کسی نجومی کے پاس آیا اور اس سے کچھ دریافت کیا تو چالیس راتیں اس کی نماز قبول نہیں کی جائیگی"

العراف: نجومی کاہن اور فال نکالنے والے کو کہا جاتا ہے، اور ان جیسے ان افراد کو جو بعض غیب اشیاء کا علم رکھنے کا دعوی کرتے ہیں، اور اس میں وہ شیطانی طریقہ اختیار کرتے ہیں یعنی علم نجوم کو دیکھنا، یا پھر لاٹھی سے مارنا وغیرہ دوسرے غلط طریقوں سے.

اور ایك حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" جو شخص کسی کاہن کے پاس آیا اور اس کے قول کی تصدیق کی اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کردہ کا کفر کیا "

ان کی خبریں باطل ہوتی ہیں، اور ان سے دریافت کرنا جائز نہیں، اور نہ ہی ان کی تصدیق کرنا جائز ہے، اور جو شخص بھی ایسا کرے ان سے سوال یا ان کی تصدیق کرے اسے توبہ و استغفار کرنی چاہیے، اور اپنے کیے پر نادم ہو اور آئندہ ایسا نہ کرنے کا عزم کرے.

رہا اس طلاق دینے والے نوجوان شخص کا معاملہ تو اگر اس کی عقل اس کے ساتھ ہے تو یہ طلاق واقع ہو چکی ہے، لیکن یہ ایك طلاق ہو گی، کیونکہ علماء کرام کے صحیح قول کے مطابق تو ایك ہی مجلس میں دی گئی یا لکھی گئی تین طلاق صرف ایك ہی واقع ہوتی ہے.

کیونکہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کی حدیث سے یہی ثابت ہوتا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ:

" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں تین طلاق ایك ہی طلاق شمار ہوتی تھی، اور اسی طرح ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے دور خلافت میں بھی، اور اسی طرح عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے ابتدائی دور خلافت میں "

پھر عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے بعد میں تین طلاق دینے والی کی طلاق کو تین ہی جاری کر دیا، اور فرمایا:

لوگوں میں اس معاملہ جلدی کرنا شروع کر دی ہے جس میں ان کے لیے انتظار تھا، اس لیے اگر ہم ان پر یہ جاری کر دیں تو انہوں نے اسے جاری کر دیا.

لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارك میں تو ایك ہی مجلس کی تین طلاقوں کو ایك طلاق شمار کیا جاتا تھا، ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کا تو یہی فرمان ہے.

لیکن اگر اس نوجوان کی عقل بیماری کی وجہ سے صحیح نہیں اور ثقہ قسم کے اشخاص اس کو جانتے ہیں تو یہ نوجوان عقل سے ماؤف شمار ہوگا، اور اس طرح کے شخص کی طلاق واقع نہیں ہوتی.

لیکن اگر اس کی عقل صحیح ہے اور بیماری نے اس کی عقل پر اثر نہیں کیا تو اس کی ایك طلاق واقع ہو جائیگی اور بیوی سے بغیر رجوع کیے اسے اپنے پاس رکھنا غلط ہوگا.

اور بیوی سے جماع کرنا اس کا رجوع شمار ہوگا، اگر وہ بیوی سے جماع میں رجوع کا ارادہ رکھے تو صحیح قول کے مطابق رجوع کی نیت سے جماع کرنا رجوع کہلائیگا، لیکن رجوع کی نیت کے بغیر رجوع کرنے میں علماء کرام کا

اختلاف ہے آیا یہ رجوع ہو گا یا نہیں.

صحیح یہی لگتا ہے کہ اس رجوع کی بنا پر علم نہ ہونے کی باعث وہ گنہگار ہوگا، اور حمل کی حالت میں بیوی سے جماع کرنا اس کا رجوع ہو گا اور وہ اس کی بیوی بن جائیگا، اور اس کی ایك طلاق شمار کی جائیگی.

لیکن اگر اس نے بیوی سے جماع اور ہم بستری نہیں کی اور نہ ہی اب تك اس سے رابطہ کیا ہے تو وضع حمل کی بنا پر وہ اپنی عدت پوری کر چکی ہے، اور اس کی ایك طلاق ہوچکی ہے اس نوجوان کو حق ہے کہ وہ اس سے نئے مہر اور نئے نکاح کے ساتھ شادی کر لے، جس طرح کوئی عام شخص کرتا ہے.

اور وہ اس سے اجنبی ہوگا گویا کہ وہ اس عورت کا رشتہ اپنے لیے طلب کر رہا ہے، اگر بیوی اس سے شادی کرنے پر راضی ہو تو وہ نئے مہر اور نکاح کے ساتھ شادی کر لے کیونکہ وضع حمل کی بنا پر اس کی عدت پوری ہو چکی ہے، یہ اس صورت میں ہے جب طلاق کے بعد اس نے بیوی سے ہم بستری نہیں کی.

لیکن اگر اس نے طلاق کے بعد بیوی سے ہم بستری کر لی تو یہ رجوع شمار ہوگا، اور وہ اس کے پاس باقی رہے گی، اس کے پاس دو طلاقوں کا حق باقی رہے گا اور وہ ایك طلاق شمار ہو جائیگی، اگر اس نے پہلے کوئی طلاق نہ دی ہو تو یہ ایك طلاق ہو جائیگی.

اللہ تعالی سے ہماری دعا ہے کہ وہ سب کو ہدایت نصیب فرمائے.

اور وہ لوگ جنہوں نے یہ طلاق نہ ہونے کا فتوی دیا ہے وہ غلط ہے، ہاں اگر اس کی عقل صحیح نہ تھی تو پھر یہ طلاق نہیں ہوئی، یعنی پاگل کی طرح ہو تو طلاق نہیں ہوتی.

لیکن اس شخص کا یہ سوال اس کی دلیل ہے کہ وہ شخص عقل رکھتا ہے، کیونکہ اس کا یہ سوال صحیح ہے، اگر یہ سوال اس کی اپنی جانب سے ہے تو یہ اس کی عقل صحیح ہونے کی دلیل ہے.

لیکن اگر یہ سوال کسی دوسرے شخص نے اس کی جانب سے بنا کر پیش کیا ہے تو بہر حال ہر حالت میں آپ ان افراد سے دریافت کریں جو ثقہ ہوں اور تجربہ کار بھی اور اس شخص کو جانتے بھی ہوں، اگر وہ اس نوجوان کی عقل کے متعلق جانتے ہیں کہ عقل ماؤف ہے اور اپنی بات کو یاد نہیں رکھتا اور اچھی بات کر بھی نہیں سکتا، اور اس کے افعال اور اقوال پاگلوں اور نشئیوں اور کم عقلوں کی طرح عقل ماؤف ہونے پر دلالت کریں تو اس شخص کی طلاق واقع نہیں ہوگی.

اس لیے ہم سب طلباء اور علماء کو اور ہر اس شخص کو جس سے کوئی سوال کیا جائے کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ بغیر علم کوئی بھی فتوی نہ دیں، کیونکہ اللہ پر بغیر علم کے کوئی بات کرنا کبیرہ گناہ اور سب سے بڑی گمراہی ہے.

حتی کہ اللہ سبحانہ و تعالی نے اسے تو شرک سے بھی اوپر کہا ہے، اللہ تعالی کا فرمان ہے:

کہہ دیجئے میرے پروردگار نے صرف حرام کیا ہے ان تمام فحش باتوں کو جو علانیہ ہیں، اور جو پوشیدہ ہیں اور ہرگناہ کی بات کو اور ناحق کسی پر ظلم کرنے کو اور اس بات کو کہ تم اللہ کے ساتھ کسی ایسی چیز کو شریك ٹھراؤ جس کی اللہ نے کوئی سند اور دلیل نازل نہیں کی، اور اس بات کو کہ تم لوگ اللہ کے ذمے ایسی بات لگاؤ جس کو تم جانتے ہی نہیں الاعراف (33).

چنانچہ یہاں اللہ عزوجل نے بغیر علم کے اللہ کے ذمہ بات لگانے کو شرک سے اوپر بیان کیا ہے، اور یہ بہت خطرناك چیز ہے.

اور ایك دوسری آیت میں اللہ سبحانہ و تعالی نے بیان کیا ہے کہ یہ شیطانی عمل ہے.

فرمان باری تعالی ہے:

لوگو زمین میں جتنی بھی حلال اور پاکیزہ اشیاء ہیں انہیں کھاؤ پیو اور شیطانی راہ پر نہ چلو، وہ تمہارا کھلا اور واضح دشمن ہے

وہ تمہیں صرف برائی اور بےحیائی کا اور اللہ تعالی پر ان باتوں کے کہنے کا حکم دیتا ہے جن کا تمہیں علم نہیں البقرۃ (168 ـ 169).

چنانچہ یہاں اللہ سبحانہ و تعالی نے بغیر علم کے اللہ پر کوئی بات کرنا شیطانی اوامر قرار دی ہے، اللہ تعالی سے ہم سلامتی و عافیت کے طلبگار ہیں.

اس لیے مسلمان شخص پر واجب اور ضروری ہے کہ وہ اس سے بچ کر رہے، اور علم و بصیرت کے ساتھ ہی کوئی بات کرے اور دلیل کے ساتھ اللہ کے حکم کا علم رکھے بغیر یہ مت کہے کہ اللہ کا فرمان ہے یا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے یا پھر اہل علم کا اجماع ایسے ہے.

اگر فتوی دے تو وہ بصیرت و علم پر فتوی دے، اور اس کی اس کے پاس دلیل بھی ہو، اگر ایسا نہیں تو اسے اس کے انجام سے بچنا چاہیے، کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی پر بغیر علم کے کوئی بات کرنا بہت خطرناك معاملہ ہے، اللہ تعالی ہمیں محفوظ رکھے " انتہی

فضيلة الشيخ عبد العزيز بن باز رحمہ اللہ